

کیا وہ نہ کر سکتا تھا؟ آہ! مگر اُس نے نہ چاہا

نمبر 3420

ایک خطبہ

جمعرات، 20 اگست 1914 کو شائع شدہ

واعظ: سی۔ ایچ۔ اسپرچن

مقام: میٹروپولیٹن ٹیبرنیکل، نیونگٹن

اور بعض نے کہا، کیا یہ شخص، جس نے اندھوں کی آنکھیں کھولیں، یہ بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ شخص مر نہ جاتا؟

یوحنا 37:11

یہ نہایت معقول دلیل تھی۔ جب یسوع مسیح نے اندھوں کی آنکھیں کھول دیں، تو کیا وہ لعزر کو اُس بیماری سے شفا نہ دے سکتا تھا جو اُس کی موت کا سبب بنی؟ بلاشبہ وہ دے سکتا تھا۔ جو ایک آفت کو دُور کر سکتا ہے، وہ دوسری کو بھی دُور کر سکتا ہے۔ لعزر کو جو بخار یا کوئی اور بیماری لگی تھی، اُسے دُور کرنا مسیح کے لئے کچھ زیادہ مشکل نہ تھا جتنا کہ پیدائشی اندھے کی آنکھیں کھول دینا۔ پہلا کام ناممکن سا تھا، مگر جب وہ ہو گیا تو پھر کوئی مشکل باقی نہ رہی۔

ناممکن“ وہ لفظ نہیں جو مسیح کے ساتھ معاملہ کرتے وقت زبان پر آنا چاہیے۔ اور جب اُس نے ایک معجزہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ وہ درحقیقت مسیح ہے، تو پھر یہ ظاہر ہے کہ اُس کے لیے آگے بھی کچھ مشکل یا ناممکن نہیں۔

یہی سچائی ایک اور رُوپ میں بھی درست ہے کہ جب مسیح ایک برکت دیتا ہے تو دوسری بھی دے سکتا ہے۔ وہ ہماری طرح نہیں کہ ایک ہی بخشش کے بعد ہمارا ذخیرہ ختم ہو جائے، اور پھر ہم محض نیک تمنائیں ہی دے سکیں۔ بلکہ یسوع مسیح کی قدرت ویسی ہی بھری ہوئی ہے جیسے اُس نے اُسے کبھی استعمال ہی نہ کیا ہو، اور ہزاروں معجزات کے بعد بھی وہ اُسی طرح اور اُسی شوق سے مزید فضل عطا کرنے پر قادر ہے۔ ایک آفت کا دُور ہونا اس بات کی پُر زور دلیل ہے کہ دوسری بھی دُور ہو سکتی ہے، اور ایک بھلائی کا ملنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہی الہی ہاتھ دوسری بھی عطا کر سکتا ہے۔

پس ذرا ٹھہرو، اور اپنے دلوں کو اس دلیل سے تسلی دو۔ ”وہ خُداوند جس نے تجھے چھ مصیبتوں سے بچایا، کیا وہ تجھے ساتویں سے نہ بچا سکے گا؟ وہ خُداوند جو چالیس برس بیابان میں تیرے ساتھ رہا، کیا پینتالیسویں یا پچاسویں برس تجھے چھوڑ دے گا؟ وہ جس نے تجھے یہاں تک پہنچایا، اور اپنی وفاداری کی ابتدا ہی سے نشانیاں دکھائیں، کیا تجھے یہ ماننے میں دشواری ہے کہ وہ ایسا کرتا رہے گا؟ جب تُو خطروں سے بچایا گیا تو اب بھی کیوں نہیں؟ جب تیری ضرورتوں کو پورا کیا گیا تو اب کیوں نہ ہوگا؟ جب تُو انتہائی پست حالی سے اُٹھایا گیا تو اب بھی کیوں نہ اُٹھایا جائے گا؟ جب تُو دُکھ کی گہرائیوں سے راہ پانے میں کامیاب ہوا، جب جہنم کے درد نے تجھے پکڑ لیا تھا اور ابلیس کے پھندے نے تجھے گھیر لیا تھا، تو کیا اب بھی تیری رہائی کے لیے کوئی راہ نہ نکل سکے گی؟

وہ خُداوند جس نے کہا، کر سکتا ہے، اور کر رہا ہے۔ جو اُس نے ماضی میں کیا وہ اس بات کی ضمانت ہے کہ وہ حال اور مستقبل میں بھی کرے گا۔ اُس نے اپنی محبت، اپنے فضل، اور اپنی وفاداری کی گویا ایک سرمایہ کاری تیرے اندر کی ہے، اور وہ اپنی اس خرچ کو ضائع نہ ہونے دے گا بلکہ اپنے اچھے کام کو تکمیل تک پہنچائے گا یہاں تک کہ تجھے اپنی ابدی جلال میں لے آئے۔

پس اے ایماندار، اپنے ماضی کے تجربات کی اس مبارک یاد سے تسلی پا، اور یہ یقین کر کہ یہ وہی ہے جس نے تیری آنکھیں اُس وقت کھولیں جب تُو اندھا تھا، جو تیری زندگی کو روحانی موت سے بچا سکتا ہے، بلکہ اگر تُو مردہ بھی ہو جائے تو اپنی قوت سے تجھے پھر زندہ کرے گا، کیونکہ وہ اس سے کہیں زیادہ کر سکتا ہے جتنا تُو مانگتا یا سوچتا ہے۔

اسی طرح کی تسلی یہاں موجود ہر اُس شخص کے لیے ہے جو اپنی جان کے بارے میں فکر مند ہے۔ کسی ایک کی نجات ہر دوسرے کے لیے حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ اگر خُدا نے ایک گنہگار کو بچایا تو دوسرے کو کیوں نہ بچائے؟ اگر یسوع کا قیمتی خون ایک شرابی کو پاک صاف کر سکتا ہے تو دوسرے کو کیوں نہیں؟ اور اگر سفید لباس پہنے ہوئے اُس لشکر میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی پوشاکیں نہایت ناپاک داغوں سے آلودہ کی تھیں، تو کیا میں بھی اُسی خون سے دھل کر اور اُسی فضل سے صاف ہو کر وہاں نہ کھڑا ہو سکوں گا؟ وہ جس نے ایک اندھے کی آنکھیں کھولیں، سب اندھوں کی بھی کھول سکتا ہے اگر وہ چاہے، اور جو ایک کو کامل معافی اور قبولیت دیتا ہے وہ دوسرے کو بھی دے سکتا ہے جہاں اُس کی مرضی ہو۔

کوئی بھی مایوس نہ ہو۔ بڑے بڑے گنہگاروں کی نجات کی مثالیں اس لیے ہیں تاکہ دوسروں کو مسیح پر بھروسہ کرنے کی ترغیب ملے۔ مجھے پروا نہیں کہ تمہاری بدکاریاں کتنی بڑھی ہوئی ہیں، میں یقین سے کہتا ہوں کہ اُن کی مثال پہلے سے موجود ہے، بلکہ اُن کی مثال ایسی بھی ہے جن پر آخر کار نجات آ پہنچی۔ تُو ابھی بھی الہی دسترس سے باہر نہیں۔ تُو نے ابھی خود کو جہنم تک نہیں پہنچا دیا۔ رحمت ابھی بھی تجھ تک پہنچ سکتی ہے، خون ابھی بھی تجھے پاک کر سکتا ہے، خُدا کا دل ابھی بھی تجھے قبول کر سکتا ہے، اور خُدا کا آسمان ابھی بھی تیرے لیے جگہ رکھتا ہے، خواہ تُو گنہگاروں کا سردار ہی کیوں نہ ہو۔ یہ مضبوط دلیل ہے — جیسا کہ یسوع کے بارے میں کہا گیا — جو کچھ ہو چکا ہے وہ پھر ہو سکتا ہے۔ اگر مسیح ایک بھلائی کرتا ہے تو دوسری بھی کر سکتا ہے۔ اگر وہ اندھے کی آنکھیں کھولتا ہے تو بیمار کو موت سے بھی بچا سکتا ہے۔

لیکن اب، اس حوصلہ افزائی کے بعد، ایک بڑی مشکل سامنے آتی ہے۔ یہ یقینی ہے کہ اگر مسیح چاہتا تو لعزر کو مرنے کی ضرورت نہ تھی، مریم کو گھر میں بیٹھ کر رونے کی ضرورت نہ پڑتی، نہ ہی مرتھے کو ٹوٹے دل سے یہ کہنا پڑتا کہ ”اے خُداوند، اگر تُو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرنے لگا۔“ کوئی وجہ نہ تھی کہ لعزر وہ سب درد اور کمزوری جھیلتا، اور قبر کے دروازے سے گزرتا — کوئی قطعی ضرورت نہ تھی۔ مسیح اگر چاہتا تو اُسے موت سے بچا سکتا تھا۔ بلکہ مسیح اگر چاہتا تو تمہاری اور میری تمام مصیبتیں روک سکتا تھا۔

اگر وہ چاہتا تو اُس کے کسی بھی بندہ کو نہ سر درد ہوتا، نہ انگلی کی چبھن سہنی پڑتی، نہ کوئی غریب ہوتا، نہ کوئی نقصان یا تکلیف اُٹھاتا۔ کوئی بھی آزمائش میں نہ پڑتا کیونکہ وہ ابلیس کو قید کر سکتا ہے۔ کوئی بھی نہ مرنے کیونکہ وہ سب کو ایلایہ کی مانند آسمان پر اُٹھا سکتا یا حنوک کی مانند تبدیل کر سکتا۔

یہ کھلا ثبوت ہے کہ اگر وہ اندھوں کی آنکھیں کھول سکتا ہے تو اگر چاہے تو اپنی اُمت کو ہر بیماری اور موت اور ہر دوسری برائی سے بچا سکتا ہے۔ پس پھر وہ ایسا کیوں نہیں کرتا؟ ”دیکھو، وہ اُسے کتنا پیار کرتا تھا!“ یہودیوں نے کہا۔ اور پھر کہا، ”اگر اُس نے اندھوں کی آنکھیں کھولیں تو کیا یہ بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ شخص نہ مرنے لگا؟“ مگر اُس نے نہ کیا، بلکہ لعزر مر گیا۔

میں یقین سے کہتا ہوں، اے بھائیو، اگر تمہارا کوئی پیارا گھر میں بیمار ہوتا اور میں تمہارے پاس آتا، اور میں ایک ہی لفظ سے اُسے شفا دے سکتا، تو میں تمہارا کمرہ چھوڑ کر باہر نہ جاتا جب تک یہ نہ کر دیتا۔ اگر میں نہ کرتا تو تم مجھ سے سخت شاکہ ہوتے۔ اور سچ کہوں تو میرا دل بھی کبھی یہ نہ چاہتا کہ نہ کروں۔ ایک لفظ کہنا؟ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں سینکڑوں لفظ کہہ دیتا تاکہ تمہارے بیمار کو صحت مل جائے اور وہ موت سے بچ جائے۔ تم یقیناً مجھے بے رحم سمجھتے اگر میں نہ کرتا۔

یہی وجہ تھی کہ یہودی نہ سمجھ سکے۔ وہ دیکھتے تھے کہ مسیح لعزر کی موت پر آنسو بہا رہا ہے، اور کہتے تھے، ”دیکھو، وہ اُسے کتنا چاہتا تھا!“ مگر وہ سمجھ نہ سکے کہ جو قدرت اندھوں کی آنکھیں کھول سکتی ہے اور جو لعزر کو موت سے بچانے کے لیے کافی ہے، اُس قدرت کے باوجود اُس نے ایسا نہ کیا بلکہ اپنے پیارے دوست لعزر کو چار دن قبر میں رہنے دیا یہاں تک کہ اُس کا جسم سڑنے لگا۔

— اے بھائیو، اب ہم اس سوال کا سامنا کرنے والے ہیں، اور ہم اس بارے میں کیا کہیں گے؟ پہلی بات یہ ہے کہ

## I

- یہ ہمیشہ درست نہیں کہ ہم اپنے خُداوند کی محبت اور حکمت کے بارے میں سوال اُٹھائیں۔

یہ ہم کو بہت عجیب سا معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ اُن مصیبتوں کو نہ روکتا جو نہایت دکھ دینے والی ہیں، اور وہ ہمیں اُن رحمتوں میں سے بعض نہ دیتا جن کے بارے میں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں نہایت آرام پہنچاتیں۔ مگر ہمیں سوال کرنے کا حق نہیں۔ ایک

خادم کو یہ روا نہیں کہ ہمیشہ اپنے آقا سے پوچھتا رہے، ”تو یہ کیوں کرتا ہے؟ یا وہ کیوں کرتا ہے؟“ اور شاگرد سے یہ توقع نہیں کہ وہ اس استاد کے سب کاموں کو سمجھے جس کے قدموں میں وہ بیٹھا ہے۔

ایک استاد تعمیر جلد ہی اُس بڑھئی کو کام سے الگ کر دے گا جو ہر وقت یہ کہتا رہے، ”یہ لکڑی اس شکل کی کیوں ہو؟ یا یہ پتھر اس جگہ کیوں رکھا جائے؟“ معمار ہی منصوبہ جانتا ہے، مزدور نہیں۔ یہی کافی ہے کہ معمار جانتا ہو، یہ ضروری نہیں کہ کام پر موجود ہر چھوٹا مزدور ہر بات کو سمجھے۔ پس ہمیں ہر وقت سوال کرنے والے نہ ہونا چاہیے۔

ہم پر ایک اور روح حاوی ہونی چاہیے، نہ کہ چن چن کر عیب نکالنے والی روح۔ کوئی شخص پتھر لیتا ہے اور اُن میں سے بعض کو زمین کی گہرائی میں گاڑ دیتا ہے، بعض کو اونچی جگہ رکھتا ہے، ایک پر ایک رکھتا ہے، بعض کو گارے سے لپیٹا ہے، بعض کو ایسی جگہ رکھتا ہے جہاں وہ نظر نہ آئیں، اور بعض کو تراش کر عمارت کے کونوں میں جڑ دیتا ہے۔ کیا پتھر ”معمار سے کہے،“ ”تو نے مجھے یہاں کیوں رکھا؟ یا وہاں کیوں رکھا؟“

گُمبار اپنی مٹی کے لوتھڑے گھٹنوں پر رکھتا ہے، اور ایک برتن کو بے عزتی کے لیے بناتا ہے، اور دوسرے کو عزت کے لیے نہایت حسین صورت میں ڈھالتا ہے۔ مگر کیا جو بنا ہوا ہے وہ اپنے بنانے والے سے کہے، ”تو نے مجھے ایسا کیوں بنایا؟“ مخلوق کا یہ کام نہیں کہ اپنے خالق سے سوال کرنے لگے، کیونکہ خالق تو جواب دے سکتا ہے، ”تو کون ہے؟ اور کہاں تھا جب میں نے آسمان اور زمین کو بنایا؟ جب میں نے بادلوں کو تولا اور زمین کی بنیادیں رکھیں؟ اب بیان کر اگر تو جواب دے سکتا ہے!“

کتاب ایوب کے آخر میں خُدا کی اپنی زبانی جو وہ عظیم الشان وعظ ہے، وہ کڑک دار گرج کی مانند ہمارے سروں پر گونجتا ہے، اور ہمیں ہمارے نہایت حقارت آمیز مقام کا احساس دلاتا ہے۔ اور جب ہم دوبارہ اپنے سروں کو اُٹھانے کی جرات کرتے ہیں تو ہمارے ہونٹوں پر ایوب کی مانند یہ الفاظ ہوتے ہیں، ”میں نے تیرے بارے میں کانوں سے سنا تھا، پر اب میری آنکھ نے تجھے دیکھ لیا ہے۔ اس لیے میں اپنے آپ کو حقیر جانتا ہوں اور خاک و راکھ میں توبہ کرتا ہوں۔“

میرے اور تیرے لیے خُدا کو سمجھنے کی کوشش کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی نہایت چھوٹا کپڑا، جس کی تمام زندگی صرف ایک گھڑی میں سمائی ہو، یہ توقع کرے کہ وہ آسمانی اجرام کی گردش کو سمجھے یا سیاروں کی گردشوں کو دریافت کرے۔ تیرے پہلو میں بیٹھا ہوا بچہ جب ایک صدف میں پانی بھر لیتا ہے تو اُسے یہ ادراک نہیں ہوتا کہ سمندر کیا ہے، اور تو جب خُدا کے طریقوں پر نظر کرتا ہے تو گویا اُس چھوٹے سے صدف بھر پانی کے برابر ہی دیکھتا ہے، جو سمندر کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

خاموش رہ اور جان لے کہ وہی خُدا ہے۔ اُسے زمین پر بھی سرفراز ہونے دے، بلکہ آسمانوں میں بھی سرفراز ہونے دے۔ وہ اپنے معاملات کا حساب کسی کو نہیں دیتا۔ وہ آسمان کی لشکرگاہوں میں اور اس نیچی زمین کے باشندوں میں جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔

آہ! اے خُداوند، ہمارے لیے یہ بہتر ہے کہ ہم تیرے ہاتھوں میں خاموش پڑے رہیں، بہ نسبت اس کے کہ تیرے تخت پر بیٹھنے کی کوشش کریں، ترازو پکڑیں اور تیرے کام کا فیصلہ کریں! اگر وہ مجھے دولت نہ دے بلکہ مجھے غربت میں سسکنے دے، اگر وہ مجھے شفا نہ دے بلکہ مجھے غمگین زندگی گزارنے دے، اگر وہ میرے منصوبہ کو برکت نہ دے بلکہ مجھے بھاری آزمائشوں کے نیچے دبا دے — تو میں اُس سے ”کیوں“ نہ پوچھوں گا۔ ”میں چُپ رہا، خاموش رہا؛ میں نے اپنا منہ نہ کھولا، کیونکہ تُو نے ہی یہ کیا۔“ یہی وہ روح ہے جس میں ہم اس سوال کو دیکھ سکتے ہیں۔

— اور ایک بات اور یاد رکھنی چاہیے، اور وہ یہ ہے

## II

- خُدا ہمارے ساتھ جو کچھ کرے یا نہ کرے، ایماندار کی دانائی ہمیشہ اسی پر قائم رہنی چاہیے کہ مسیح سراسر محبت ہے۔

یہودیوں نے کہا، ”دیکھو، وہ اُسے کتنا پیار کرتا تھا!“ وہ اُس کے آنسوؤں سے یہ دیکھ سکتے تھے، اگرچہ اُس نے اُسے مرنے دیا۔ اب، اُس کے پیچھے بھلے ہی یہودی وجہ نہ سمجھ سکے، مگر نیک اسباب تھے، اور اے بھائیو، نیک اسباب ہیں کہ خُدا اپنا وہ دہنا ہاتھ، جو بھلائی سے بھرا ہے، بعض اوقات روکے رکھتا ہے، اور کبھی اُس کو بڑھا دیتا ہے، اور نیک اسباب ہیں کہ وہ اپنا بایاں ہاتھ، جو مارنے میں بھاری ہے، اُٹھاتا اور اپنے دل کے چُنے ہوئے فرزند پر اتارتا ہے۔

مگر یہ نہ سمجھنا کہ مسیح کبھی مہربان نہ رہ سکے۔ اگر تُو نے اُس پر بھروسہ کیا ہے تو یہ کبھی نہ ماننا کہ وہ تجھ سے بیزار یا تجھے بھول سکتا ہے۔ یہ نہ سوچنا کہ وہ کبھی اپنی محبت کو تجھ پر سے روک سکتا ہے۔ نہیں، ایک بار بھی نہیں۔ وہ کبھی تجھ سے کسی اور اصول پر برتاؤ نہ کرے گا سوائے محبت کے۔ انتظام چاہے نہایت تاریک ہو، مگر صورتِ حال کو دیکھ کر فیصلہ نہ کر۔ تیرا ضمیر چاہے نہایت مجرم ہو، مگر وہ تیرے گناہ سے بھی بڑا ہے۔ تیرا دل تجھے مجرم ٹھہرائے تو بھی وہ تجھے بری ٹھہرا سکتا ہے، اور اُس کی محبت کا پیمانہ تیرے اُس کے حضور ہونے کے شعور پر منحصر نہیں۔ اُس نے تجھے معاف کر دیا ہے، اور وہ گناہ کے سبب تجھے قہر میں آ کر سزا نہ دے گا۔

نہیں، خواہ شیطان تجھ سے کہے کہ لگاتار ضربیں ایک غضبناک خُدا کی دلیل ہیں، وہ تو شروع ہی سے جھوٹ کا باپ ہے، اور اُس کی بات کو مت مان۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ خُدا مہربان نہ ہو۔ اُونٹ مارے گئے، بیل چرا لیے گئے، بیٹے اور بیٹیاں ہلاک ہو گئیں، جسم پھوڑوں اور زخموں سے ڈھک گیا، مگر ”خواہ وہ مجھے قتل کرے، تو بھی میں اُس پر توکل رکھوں گا،“ غالب پیغمبر نے کہا۔ ”کیا ہم خُداوند کے ہاتھ سے بھلا لیں اور بُرا نہ لیں؟ خُداوند نے دیا، اور خُداوند نے لے لیا؛ خُداوند کا نام مبارک ہو۔“

پس تو ایوب کی مانند اور داؤد کی مانند ہو، جب وہ راستبازوں کی مصیبت اور شریروں کی خوشحالی کی بابت اپنے دل کی کھلبلی بیان کرنے لگا، تو اُس نے مزامیر کا آغاز یوں کیا، ”بے شک خُدا اسرائیل کے لیے نیک ہے،“ گویا وہ اسی نکتہ سے شروع ہوا اور کچھ بھی اُسے اس سے ہٹا نہ سکتا۔ اگرچہ شریر خوشحال تھے اور راستباز ہر صبح مار کھاتے تھے، تو بھی خُدا اپنی عہد کی اُمت کے ساتھ اعلیٰ ترین اور کامل ترین معنی میں نیک تھا۔

اب آؤ ہم اس سوال پر پھر آئیں، کیونکہ یہ اب بھی مشکل نظر آتا ہے۔ اگر ایمان سوال نہ کرے اور سپردگی قناعت رکھے، تو بھی

### III

- مشکل باقی ہے۔

پس آئیے اب دیکھیں۔ اگر مسیح نے لعزر کی موت کو روک دیا ہوتا تو کیا ہوتا؟ وہ ایسا کر سکتا تھا اگر چاہتا، مگر سب سے پہلے یہ کہ مسیح کو لعزر کو مردوں میں سے زندہ کرنے میں جلال نہ ملتا۔ اگر لعزر نہ مرتا تو وہ جی نہ اُٹھتا، اور وہ معجزاتی قدرت کا جلوہ ظاہر نہ ہوتا۔ سو تم لعزر کو مرنے دو — تم سب اس پر متفق ہو — تاکہ مسیح کو اُسے پھر زندہ کرنے کا موقع ملے۔

پس دیکھو، اگر تجھ پر مصیبت نہ آئے — اور اگر مسیح چاہے تو وہ اُسے روک سکتا ہے — مگر اگر تو مصیبت میں نہ ڈالا جائے، تو رہائی کا تجربہ بھی نہ پائے گا۔ مسیح اپنا محبت بھرا ہاتھ تجھ تک بڑھا کر تجھے بچا نہ سکے گا اگر تجھے کسی چیز سے بچانا ہی نہ ہو۔ پس، اے عزیز، پوری قناعت سے دکھ سہم، تاکہ تیرا برکت دینے والا خُداوند یسوع عین وقت پر آ کر تجھے تیرے غم کی گہرائی سے رہائی دے کر اپنے جلال کو آشکار کرے۔

پھر، اگر لعزر نہ مرتا تو لعزر خود بھی اتنا عزت مند نہ ہوتا۔ بعد میں ہر شخص کہتا، ”یہ وہ لعزر ہے جسے مسیح نے مردوں میں سے زندہ کیا۔“ وہ ایک نمایاں شخص بن گیا، اور یقیناً اگر تُو لعزر ہوتا تو کہتا، ”آہ! زندہ ہونے کے لیے مرنا بھی قابلِ قدر ہے، تاکہ ایسی عزت پانے کا یہ انعام ملے۔“

اے پیارو، اگر تُو آزمایا اور دکھ دیا نہ جائے تو تُو اُن تجربہ کار مقدسین میں شمار نہ ہو گا جن کے بارے میں بھائی کہیں، ”یہ شخص چھ مصیبتوں سے گزرا اور ساتویں سے بھی، اور ہر ایک میں خُداوند کی وفاداری ثابت ہوئی۔“ اگر تُو بڑی مصیبت سے محروم رہا تو بڑے اطمینان سے بھی محروم رہے گا۔ یقین رکھ، تُو مصیبت سے محروم رہ کر جتنا نقصان اُٹھاتا ہے، اُس کا اندازہ تجھے اب تک نہ ہوا۔

اسی طرح، مریم اور مرتھا کو بھی مسیح سے اتنا میٹھا سبق نہ ملتا۔ اُن کی بیچاری آنکھیں چار دن کے گریہ سے لال ہو گئی تھیں، اور اُس سے پہلے کے دنوں کی جاگنے اور تیمارداری کی تھکن سے ڈکھتی تھیں، مگر آہ! جب انہوں نے اپنے پیارے بھائی کو پھر زندہ دیکھا تو اُن کی خوشی کیا ہی عظیم تھی! وہ ملاقات جدائی کے تمام دکھ کا کفارہ ہو گئی۔ اگرچہ وہ پہلے ہی مسیح کی زبانی قیامت اور زندگی کی بات سن چکی تھیں، مگر اُس روز اُس کی وہ پیاری اور قادر آواز سنیں، ”اے لعزر، باہر آ۔“ یہ سب اُن کی روحانی تعلیم اور بھلائی کے لیے تھا کہ خُداوند نے لعزر کو مرنے دیا۔ وہ روک سکتا تھا، مگر وہ اس مصیبت کے سبب انہیں جو فائدہ دینے والا تھا اس سے محروم نہ کرنا چاہتا تھا۔

دیکھو، پھر یہ کہ اگر لعزر نہ مرتا تو اُن چند لوگوں کا ایمان نہ لایا جاتا جنہوں نے لعزر کو زندہ ہوتے دیکھ کر ایمان لایا، جیسا کہ لکھا ہے، ”پس بہت یہودی اُس پر ایمان لائے۔“ اور کیوں نہ لائے؟ یہ ایک عجیب و غریب وعظ تھا کہ ایک مردہ کفن میں لپٹا باہر نکل آیا۔ مگر اگر وہ مرا ہی نہ ہوتا تو بابر کیسے آتا؟ یہ اُس وقت کے حاضرین کے فائدے کے لیے تھا کہ یہ آزمائش آنے دی گئی۔

اے عزیزو! تم میں سے بعض کو علم نہیں کہ کتنی قیمتی جانیں — انسان کی زبان میں کہوں تو — تمہاری مصیبت سے وابستہ ہو سکتی ہیں۔ دوسروں کی بھلائی کے لیے ضروری ہے کہ تمہاری گواہی کے وسیلہ سے وہ ایمان لائیں، کہ تم گہرائی میں ڈالو جاؤ اور غمگین کیے جاؤ تاکہ بعد میں خدا تمہارے بچانے کے لیے مداخلت کرے۔

پھر دیکھو، لعزر کے جی اُٹھنے کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ ہمارا خُداوند یروشلم کی گلیوں سے فتح مندی کے ساتھ گزرا۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ یہ دونوں واقعات ایک دوسرے سے جڑے ہیں۔ اگر تم اگلا باب پڑھو تو پاؤ گے کہ ہمارا خُداوند ہجوم کے شور اور کھجور کی شاخوں کے درمیان شہر میں داخل ہوا، اور شاید اسی عظیم معجزہ نے ہجوم کو ایسا کرنے پر ابھارا۔

اے پیارو، مسیح اکثر اپنے لوگوں کی گہری آزمائشوں سے — جن میں سے وہ انہیں بچا لیتا ہے — بنی آدم کے درمیان بڑی فتوحات پاتا ہے۔ تو کیا تو اور میں یہ پسند نہ کریں گے کہ وہ پیچھے ہٹ جائے اور اپنا چہرہ چھپا لے، بلکہ کچھ وقت کے لیے مخالف سا معلوم ہو، اگر اس سب سے اُس کا جلال ظاہر ہو؟ اگر اُسے دُعاؤں کی گونج، خوشی کے نعرے، کھجور کی شاخوں کا بلانا، اور زمین پر کے لوگوں اور آسمان میں کے فرشتوں کی غیر معمولی تعظیم ملے اُس کام کے سبب جو وہ ہم میں کرتا ہے، تو کیا ہم یہ پسند نہ کریں گے کہ ہماری سب سے پیاری خوشیاں مَر جھ جائیں، اور ہمارے سب سے قیمتی سہارے کچھ وقت کے لیے مَر جائیں؟

لعزر کے معاملہ میں تم سب دیکھ سکتے ہو کہ اگرچہ اُس کا مرنا ضروری نہ تھا — ایک لحاظ سے مسیح اُسے زندہ رکھ سکتا تھا — تو بھی یہ مسیح کی محبت کا بڑا ثبوت تھا کہ لعزر مَر گیا۔ اب میرا یقین ہے کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہوا ہے، اگر ہمیں اُسے دیکھنے کے لیے کافی روشنی ملتی، تو وہ سب کچھ اسی طرح کا نکلتا۔

میں جانتا ہوں کہ یہ بعض اوقات مشکل سوال ہے کہ کیوں خُدا بعض برائیوں کو اجازت دیتا ہے۔ جب لوگ کہتے ہیں، جیسا ایک حبشی نے کہا، ”بھلا اب، خُدا شیطان سے بڑا ہے، تو وہ شیطان کو مار کیوں نہیں دیتا؟“ میں یقیناً اس کا جواب نہیں دے سکتا، مگر میرا پورا یقین ہے کہ اگر شیطان کو مار ڈالنا مجموعی طور پر سب سے بہتر ہوتا تو وہ ضرور ایسا کرتا، اور یہ، باوجود اس کے کہ نہایت پُر اسرار ہے، اُس کے لوگوں کے لیے سب سے بہتر اور اُس کے اپنے جلال کے لیے سب سے شاندار کام ہے کہ شیطان کو باقی رہنے دیا جائے۔

گِرنا — یہ کتنا پُر اسرار معاملہ ہے! یہ روکا جا سکتا تھا۔ میں خُدا کی قادر مطلق طاقت پر کوئی حد نہیں لگاتا۔ اگر وہ چاہتا تو کوئی گِراؤٹ نہ ہوتا۔ تو پھر اُس نے اجازت کیوں دی؟ میں بھی اسی روح میں جواب دیتا ہوں: میں نہیں جانتا، اور جاننا بھی نہیں چاہتا، مگر میں اپنے خُداوند یسوع مسیح کے فدیہ میں ایسی الہی رحمت، محبت، فضل اور ہر صفت کا جلوہ دیکھتا ہوں کہ یہ گرنا — اگرچہ نہایت بولناک ہے — ایک ایسا عظیم منبر بن جاتا ہے جس پر خُدا کا جلال ظاہر ہو سکتا ہے۔

جب خُداوند نے اپنی اُمت کو مصر سے نکالا تو وہ سیدھے کنعان لے جا سکتا تھا۔ اُس نے فوراً ایسا کیوں نہ کیا؟ اُسے بحر قلزم کے راستے سے اُس مشکل مقام تک کیوں لے گیا؟ کیوں — کیوں واقعی ایسا کیا؟ اس صورت میں انہیں آدھے خوف بھی نہ ہوتے، نہ آدھی دہشتیں۔ مگر یاد رکھو، پھر اتنے مصری بھی نہ ڈوبتے، نہ وہ شاندار نعرہ لگتا، نہ مریم کی جھنجھٹائی جھانجھ کی میٹھی آواز سنائی دیتی، نہ دف بجتے، نہ چست قدموں کی رقص گاہوں میں دھمک سنائی دیتی، اور نہ وہ یہ گاتے، ”خُداوند!“ اُکے لیے گاؤ، کیونکہ اُس نے جلال کے ساتھ فتح پائی ہے؛ گھوڑے اور اُس کے سوار کو اُس نے سمندر میں پھینک دیا ہے

تمام مشکل صرف ایک بڑی فتح کا باعث بنی۔ خُدا کا جلال ظاہر ہوا، اُس کے دشمن شرمندہ ہوئے، اور اُس کی اُمت کی یادیں خُدا کے بڑے بڑے کاموں سے معمور ہو گئیں، جو اُن کے ایمان کو اُس وقت تک ابھارتی رہیں گی جب تک دنیا قائم ہے۔ یہی سب سے بہتر ہے۔ خُدا ہر کام کو ٹھیک ہی کرتا ہے، اور اگرچہ وہ یہ روک سکتا ہے اور نہیں روکتا، اور وہ وہ دے سکتا ہے اور نہیں دیتا، تو ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہمارے لیے بہتر ہی ہے، اور ہم اپنے سر جھکا کر انتظار کرتے ہیں کہ روشنی چمکے تاکہ ہم وجہ کو اور بہتر سمجھ سکیں۔

اب، اے عزیزو، میں جس نکتے پر آنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے: یقین رکھو کہ جس طرح میں نے لعزر کے معاملہ میں ثابت کیا کہ بدترین واقعہ کا ہونا ہی سب سے بہتر تھا، اُسی طرح یہ تمہارے معاملہ میں بھی ہے۔ تم آج رات غم میں ہو۔ مسیح اسے روک سکتا تھا، چاہتا تو تمہیں پروں کے بستر پر جنت پہنچا دیتا، چاہتا تو تمہیں ایک ہموار راستہ پر بٹھا کر بغیر کسی جھٹکے سیدھا فردوس پہنچا دیتا، مگر وہ ایسا کرنا پسند نہیں کرتا۔

- اُو دیکھیں کہ کیا ہم کوئی وجہ نہیں ڈھونڈ سکتے۔

اگر ہم سبب نہ بھی ڈھونڈ سکیں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں، بشرطیکہ تم ایمان رکھتے ہو کہ یہ ٹھیک ہے۔ تاہم، ہم کوشش ضرور کریں گے۔ جس پُر صعوبت راہ پر تُو آج چل رہا ہے، کیا ممکن نہیں کہ یہی تجھے اس دنیا سے دل ہٹانے کے لیے ضروری ہو؟ آہ! مگر اس دنیا کے مال و متاع پرندوں کے لیے چپکنے والے گوند کی مانند ہیں جو ہمارے پاؤں سے لپٹ جاتے ہیں اور ہمیں آسمان کی طرف پرواز کرنے سے روکتے ہیں۔ ”ہائے!“ ایک نے کہا جب وہ اپنے باغات، اپنے مکان اور اپنے باغیچوں کو دیکھ رہا تھا، ”یہی چیزیں ہیں جو مرنا مشکل بنا دیتی ہیں۔“ ہاں، اور یہی چیزیں ہیں جو خدا کے قریب رہنا بھی دشوار کر دیتی ہیں۔ جب آدمی کا دل دنیا کی چیزوں سے مطمئن ہونے لگتا ہے، اور اُسے یہاں اپنی تسکین ملتی ہے، تو وہ اپنے خدا کی طرف نگاہ اٹھانے کا خواباں نہیں رہتا۔

شاید تُو اُن میں سے ہے جو بہت زیادہ خوشحالی برداشت نہیں کر سکتے۔ ہر مالی تجھ سے کہے گا کہ کچھ پھول ایسے ہوتے ہیں جنہیں وہ تیز دھوپ میں نہیں رکھ سکتا، وہ وہاں کبھی پروان نہ چڑھیں گے۔ اسی طرح تُو بھی ہے — تُو سائے میں بہتر نشوونما پاتا ہے۔ تیرا آسمان سے قرب اور تیری جان کی سلامتی اس آزمائش کو ضروری قرار دیتی ہے۔

پھر، کیا یہ ممکن نہیں کہ یہ مصیبت اس لیے بھیجی گئی ہو تاکہ تیرا ایمان آزمایا جائے کیونکہ وہ کمزور ہے؟ ”کیا؟“ تُو کہتا ہے، ”میرا ایمان آزمایا جائے کیونکہ وہ کمزور ہے؟ میں نے تو یہ سمجھا کہ چونکہ وہ کمزور ہے، اسے آزمایا نہ جائے گا۔“ آہ! مگر ایمان آزمائش سے ہی بڑھتا ہے۔ جب ایمان کمزور ہو تو بہت بھاری آزمائش اُسے کچل دے گی، مگر ایک مناسب آزمائش خدا کے ہاتھ سے اُسے مضبوط بنانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ تجھے ضرور بڑھنا ہے۔ خداوند اپنے فرزندوں کو بونا اور پست نہیں رکھتا، اور یہی آزمائش اس لیے بھیجی جاتی ہے تاکہ تُو بڑھ سکے۔

مزید یہ کہ نہ صرف تیرا ایمان یوں بڑھے گا بلکہ خدا کے ساتھ تیری قربت بھی زیادہ ہو گی۔ میں نے حال ہی میں ایک پرانے پیورٹن کی رائے پڑھی جس کا خیال ہے کہ ہم کبھی نہیں بڑھتے مگر آزمائش میں۔ میں اسے مکمل طور پر تو تسلیم نہیں کرتا، مگر ڈرتا ہوں کہ اس میں بہت کچھ سچائی ہے، کیونکہ تقریباً تمام دھوپ والے دن ہم ضائع کر دیتے ہیں، اور جب خدا ہمیں دنیاوی باتوں میں بہت مہربانی دیتا ہے تو ہم اکثر پاتے ہیں کہ ہماری ناشکری کی ذہلی گائیں، خدا کی مہربانی کی قربہ گایوں کو نگل جاتی ہیں۔ یقین رکھو، ہم سب سے بہتر تب بڑھتے ہیں جب ہوا ہمیں ہماری طبعی پناہ گاہوں سے اڑا کر اُس بڑے امن کے بندرگاہ کی طرف لے جاتی ہے جو خدا کے ساتھ مسیح یسوع میں رفاقت میں پایا جاتا ہے۔

جب ہماری جان کے پاس کہیں اور پناہ لینے کی جگہ نہیں رہتی تو وہ مسیح کے پاس اُڑ کر جاتی ہے۔ جب وہ اپنے سب سہارے اور ٹیکیں ٹوٹتے ہوئے دیکھتی ہے، اور اپنی سب بنیادوں کو لرزتے ہوئے پاتی ہے، تب وہ اپنے پیارے خداوند کو بازوؤں میں بھر لیتی ہے، اور وہاں محویت اور سادہ، بچوں سی محبت اور بھروسہ میں لٹک جاتی ہے، اپنی آزمائش کی شدت کے باعث پہلے سے بھی زیادہ خدا کے قریب آ جاتی ہے۔ اور یہ ہمیشہ ایک آسمانی نتیجہ ہے — ایک نہایت قیمتی نتیجہ۔ یہ بڑی رحمت ہے، اگر اور کچھ نہ بھی حاصل ہو — بڑی رحمت ہے کہ مصیبتیں اُنیں اگر ان کا یہ نتیجہ ہو۔

اے بھائیو اور بہنو! اگر مسیح چاہے تو وہ ہمیں مصیبتوں سے بچا سکتا ہے، مگر وہ ایسا نہیں کرتا کیونکہ وہ ہم میں کچھ بنانا چاہتا ہے۔ مثلاً، وہ چاہتا ہے کہ ہم میں سے کچھ دوسرے لوگوں کے غم گسار بنیں، مگر تم دوسروں کو دکھ میں کیسے تسلی دو گے جب تم نے خود ایسا تجربہ کبھی نہیں کیا؟

آہ! ہم میں سے کچھ کتنے بے بس ہو جاتے ہیں جب ہم اُن خدا کے مقدسوں کو دلاسا دینے کی کوشش کرتے ہیں جو ہم سے کہیں زیادہ گہرے پانیوں سے گزر چکے ہیں۔ وہ ہمیں محض بچے سمجھتے ہیں، اور حیران ہوتے ہیں کہ ہم کس جرات سے انہیں تسلی دینے آ گئے۔ مگر جب ہم کہہ سکتے ہیں، ”میں نے ابھی اسی آزمائش کو جھیلا ہے جس سے تُو گزر رہا ہے، اور خداوند نے اُسے مقدس کر کے مجھے سہارا دیا،“ تب سوگوار کان لگا کر سنتا ہے، اور ہماری تسلی کو ایسے قبول کرتا ہے جیسے چھتے سے رس ٹپک رہا ہو۔

اے پیارو! تم کبھی کچھ وعدوں کو نہ سمجھ سکو گے اور نہ بیان کر سکو گے جب تک آزمائش نہ ہو۔ خدا کے کچھ وعدے ایسے ہیں جو صرف مصیبت کی آگ کی روشنی میں پڑھے جا سکتے ہیں۔ کبھی لوگ ایک قسم کی پوشیدہ سیابی استعمال کرتے ہیں جو صرف آگ کے سامنے کرنے پر ظاہر ہوتی ہے، اور کچھ وعدے اسی طرح کی روشنائی سے لکھے معلوم ہوتے ہیں۔ تم انہیں نہ

سمجھ سکو گے جب تک آزمائش نہ آئے، اور آزمائش میں تم پاؤ گے کہ خدا نے تسلی کے ہر لفظ کو اُس خاص حالت کے مطابق ڈھالا ہے جس میں اُس نے تمہیں رکھا ہے۔

جب میں اُن بے شمار برکات کو یاد کرتا ہوں جو ان کالے گھوڑوں کے ذریعے ہمارے پاس آتی ہیں جنہیں ہمارا آسمانی باپ ہمیشہ اسی مقصد کے لیے تیار رکھتا ہے، جب میں سوچتا ہوں کہ کس طرح خدا مقدسوں کی صبر سے برداشت کے وسیلے جلال پاتا ہے، اور کس طرح وہ فضل اُنہیں ملتا ہے جو مصیبت کے سبب اُن پر نازل ہوتا ہے، جب میں غور کرتا ہوں کہ جب وہ اپنی آرامگاہ میں پہنچیں گے تو اُن کی خوشی کس طرح بڑھ جائے گی جب وہ نیچے کی اپنی مسافت کو یاد کریں گے — تو میں یہی سوچتا ہوں کہ یہ خاص رحمت کی نہایت عمدہ نشانی ہے کہ خدا اپنے لوگوں کو بغیر رکاوٹ کے خوشحالی کے سرسبز کھیتوں میں نہیں بھیجتا، بلکہ آزمائش اور مصیبت کے کھیتوں میں بھیجتا ہے تاکہ وہ مالا مال ہوں اور اُن کی جانبیں مضبوط ہوں۔

پس آؤ، ہر شکوہ کرنے والا خیال دور ہو جائے؛ ہر تاریک بدگمانی کو نکال دو۔ اُس ہاتھ کو چومو جو ہمیں مارتا ہے، اور اپنے باپ کے چہرے کی طرف دیکھو، حتیٰ کہ جب وہ ہمیں تنبیہ کرتا ہے۔ اور یوں ہم جلد پائیں گے کہ آزمائش خوشی میں بدل گئی، تلخ پیالہ میٹھا ہو گیا، اور رضا جوئی نے سب کچھ شیریں بنا دیا۔

اگر یہ کلمات خدا کے دکھ سہنے والے لوگوں کو کچھ تسلی دے سکیں تو میرا دل شادمان ہو گا۔ کبھی مجھے خود بھی ایسے خیالات کی ضرورت پڑتی ہے، اور ایسے وقت آتے ہیں جب اگر کوئی دوسرا مجھ سے یہ کہے تو وہ میرے لیے ایسے ہوں جیسے خدا کے وہ راستے جو فریبی سے لبریز ہیں۔

اب، تم میں سے بعض — میں جانتا ہوں کہ تم آزمائے اور دکھ دیے گئے ہو — یہ بات تمہارے لیے بالکل وہی پیغام ہے۔ اگر ایسا ہے تو شیطان کو اسے تم سے چھیننے نہ دینا۔ ایمان سے اسے تھام لو، اور خوشی اور تسلی کے ساتھ اس سے خوراک پاؤ۔ ہاں، ”تسلی دو، تسلی دو میری اُمت کو، تمہارا خدا فرماتا ہے؛ یروشلیم کے دل سے کہو۔“ سو میری یہ دعا ہے کہ تم اپنی تمام مصیبتوں کے بیچ خوش اور شادمان اُمت بنو۔

لیکن بائبل! یہ سب تم سب کے لیے نہیں۔ یہ صرف اُن کے لیے تسلی ہے جو مسیح کے ہیں، مگر تم میں سے کچھ اُس کے نہیں، اور کبھی اُس پر بھروسہ نہیں کیا۔ خداوند تمہیں اسی رات یسوع مسیح پر ایمان لانے میں لے آئے۔ آج جو بیٹسمہ لینے کو تیار ہیں، وہ تم سے کہتے ہیں، ”ہم اپنے آپ کو یسوع کے ماننے والے قرار دیتے ہیں؛ ہم پانی میں دفن ہوتے ہیں تاکہ ظاہر کریں کہ ہم دنیا کے لیے مرنا چاہتے ہیں، اور مسیح کی موت میں دفن ہونا چاہتے ہیں؛ ہم اُس میں سے نکلتے ہیں تاکہ ظاہر کریں کہ ہم مسیح کے جی اُٹھنے کی قوت سے نئی زندگی میں جینا چاہتے ہیں۔“

تمہیں اس فریضہ کا کوئی حق نہیں جب تک کہ تم نے نجات دہندہ پر بھروسہ نہ کیا ہو۔ جب تم نے اُس پر بھروسہ کیا، جب تم نے پوری طرح اُس پر تکیہ کیا، جب وہ تمہارے لیے سب کچھ بن گیا، تب تم یہ نشان لے سکتے ہو، کیونکہ جس حقیقت کی علامت ہے وہ تمہاری ہو گی۔

خداوند تمہیں برکت دے — یسوع کے نام پر۔

مزمور 25:119-40

سی۔ ایچ۔ اسپریجن کی تشریح

خُدا کے پاک رُوح کی مدد سے یہ مزمور اپنے آپ کو پرکھنے کے لیے کام آ سکتا ہے، کیونکہ جب ہم اسے پڑھتے ہیں تو ہم اپنے آپ سے پوچھ سکتے ہیں، ”کیا میں ایسے ہی محسوس کرتا ہوں؟ کیا میری دعائیں اِسی نیک مرد کی مانند ہیں؟ کیا میرا تجربہ اُس کے تجربہ کے مشابہ ہے؟“ ہم بار بار اپنے آپ سے پوچھ سکتے ہیں، ”کیا میں بھی اُسی طرح چوکس، محتاط اور خُدا کے کلام کا مشتاق ہوں جیسا وہ تھا؟“ ایسے سوال ہمارے لیے بھلائی کا باعث ہوں گے۔

آیت 25۔ میری جان خاک سے لگی ہے۔ تو اپنے کلام کے مطابق مجھے چلا دے۔

وہ اپنی جان کے خاک سے لیٹے رہنے کو پسند نہیں کرتا۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو اسے محسوس تو کرتے ہیں مگر اسی حالت میں خوش رہتے ہیں؛ مگر داؤد جونہی اسے محسوس کرتا ہے، وہ پکار اُٹھتا ہے، ”تو مجھے چلا دے۔“ گناہ کا احساس تھوڑی قدر رکھتا ہے جب تک کہ وہ ہمیں اس سے نکلنے کی آرزو کی طرف نہ لے جائے۔ ”تو مجھے چلا دے۔ میں ایسے پڑا ہوں گویا مردہ، خاک سے خاک ملا۔ میری جان گویا اسی میں اپنے گھر کو پا کر آرام کرنے پر مائل ہے؛ پر خُداوند، مجھے حیات بخش۔“

تیرا کلام مجھے زندگی کا وعدہ کرتا ہے۔ تیرے کلام میں زندگی دینے کے طریقے مقرر ہیں۔ تو اپنے کلام کے مطابق مجھے جلا دے۔

آیت 26- میں نے اپنی راہیں بیان کیں اور تُو نے میری سنی۔ مجھے اپنے اُنیں سکھا۔  
 ”میں نے تجھ پر اپنے سب حال کھول دیے۔ اب تُو اپنا حال مجھ پر ظاہر کر۔ اپنے اُنیں مجھے سکھا۔“

آیت 27- مجھے اپنے قوانین کی راہ سمجھا دے، تاکہ میں تیرے عجائب کے بیان میں مشغول رہوں۔  
 ایسی بات کہنا بُرا ہے جسے ہم سمجھتے نہیں، اور جو شخص وہ وعظ کرے جس کا اُسے تجربہ نہ ہو، وہ ایسا کرنے میں زیادہ مائل ہوگا۔ اے پیارو! کوئی بھی خُدا کے قوانین کو نہیں سمجھ سکتا جب تک کہ وہ خود ہمیں نہ سکھائے۔ ہم فہم سے خالی ہیں۔ وہی روشن کرے۔ وہی تعلیم دے۔ ”مجھے اپنے قوانین کی راہ سمجھا دے۔“ کچھ لوگ تعلیمات کو سمجھنے کے مشتاق ہیں، کچھ نبوتوں کو؛ یہ سب اچھی باتیں ہیں، مگر ”مجھے اپنے قوانین کی راہ سمجھا دے۔“—مجھے عملی دینداری دے، تاکہ میں تیری تمحید کے لیے جیوں، ”تاکہ میں تیرے عجائب کے بیان میں مشغول رہوں۔“ میں جب تک تُو نہ سکھائے، بیان نہ کروں گا؛ پر جب تُو سکھا دے گا تو میرا مضمون تیرے ہی عجائب ہوں گے۔ مجھے سمجھ دینے کا تیرا عجیب کام خود ایک بیان کے قابل ہو گا، اور قدرت، بندوبست اور فضل کے سب عجائب میری گفتگو کا دائم موضوع رہیں گے۔

آیت 28- میری جان غم سے پگھل رہی ہے۔  
 بہترین لوگ بھی کبھی کبھی سخت ترین غم سہتے ہیں۔ پتھر کے دل گویا اتنے حساس نہیں جتنے گوشت کے دل۔ ”میری جان غم سے پگھل رہی ہے۔“

آیت 28 (دوسرا حصہ) اپنے کلام کے مطابق مجھے طاقت دے۔  
 اُسے طاقت چاہیے، مگر وہ اُسے کسی بھی طور سے نہیں چاہتا، بلکہ صرف خُدا کے مقررہ طریق سے۔ ”اپنے کلام کے مطابق۔“ جیسے ہمارے ایک ترانے میں کہا گیا

”جو میرے بدلے دُکھ اُٹھا،  
 وہی میرا طبیب ہو گا؛  
 میں تسلی نہ پاؤں گا  
 ”جب تک کہ یسوع مجھے تسلی نہ دے۔“

”مجھے طاقت دے، مگر اپنے کلام کے مطابق دے۔“

آیت 29- جھوٹ کی راہ مجھ سے دور کر، اور اپنی شریعت مجھے فضل سے عطا کر۔  
 مجھے جھوٹ نہ بولنے دے۔ مجھے جھوٹ بولنے کے وسوسے میں نہ ڈال۔ مجھے دوسروں کے جھوٹ سے پریشان نہ ہونے دے۔ جھوٹ کی راہ مجھ سے دور کر، اور ہائے! اپنے فضل سے مجھے اپنی شریعت سے آشنا کر۔ یہ الفاظ کا ایک عجیب مجموعہ ہے۔ ”اپنی شریعت مجھے فضل سے عطا کر۔“ کیا شریعت کا فضل سے کوئی تعلق ہے؟ ہاں، جیسی شریعت کا وہ ذکر کرتا ہے۔ دل میں لکھی ہوئی شریعت، مسیح کے ہاتھ میں شریعت، ایماندار کی زندگی میں لکھی شریعت—نہ کہ اعمال کے ”وسیلہ نجات دینے والی شریعت؛ بلکہ ”اپنی شریعت مجھے فضل سے عطا کر۔“

آیت 30- میں نے سچائی کی راہ کو اختیار کیا ہے؛ میں نے تیرے احکام اپنے سامنے رکھے ہیں۔  
 جیسے ملاح نقشہ اپنے سامنے پھیلاتا ہے تاکہ وہ درست گزرگاہ پر چلے اور راہ نہ بھٹکے؛ جیسے مسافر نقشہ پھیلاتا ہے تاکہ ”صحیح راستے پر قائم رہے۔“ میں نے سچائی کی راہ کو اختیار کیا ہے؛ میں نے تیرے احکام اپنے سامنے رکھے ہیں۔

آیت 31- میں نے تیری شہادتوں کو پکڑ رکھا ہے۔  
 گویا اُن سے چمٹ گیا ہوں، اُن پر مہر ثبت کی ہے۔ لوگوں نے کہا، ”تو بہت پرانا خیالی ہے، زمانے کے ساتھ نہیں چلتا، سوچ کا ”ادمی نہیں۔“ مگر میں نے پروا نہ کی۔ ”میں نے تیری شہادتوں کو پکڑ رکھا ہے۔“

آیت 31 (دوسرا حصہ) اے خُداوند! مجھے رسوا نہ کرنا۔  
 اور وہ کبھی نہ کرے گا۔ اگر ہم اُس سے چمٹے رہیں تو ہمیں یقین ہو کہ ہم ہر مشکل اور ہر مخالفت سے کامیاب نکلیں گے۔ ”مجھے رسوا نہ کرنا۔“ اور باوجودیکہ وہ یوں کہتا ہے، تم دیکھتے ہو کہ اُس کی جان میں سرگرمی بھی ہے۔



آیت 32۔ جب تُو میرا دل کشادہ کرے گا تو میں تیرے احکام کی راہ دوڑ کر طے کروں گا۔  
میرے دل کو آزادی دے۔ میری بیڑیاں توڑ۔ میرا بوجھ اٹھا۔ میری نادانی دُور کر۔ میری جان کو گنجائش دے، اور وہ دوڑے گی۔  
پر تیری ہی احکام کی راہ میں۔

آیت 33۔ اے خُداوند! مجھے اپنے اُتین کی راہ سکھا، اور میں اُسے آخر تک مانوں گا۔  
یہ آخر تک ثابت قدم رہنے کا فن ہے؛ یہ آخر تک قائم رہنے کا طریق ہے، اور وہی نجات پائے گا۔ ہمیں ایک سیکھنے والے دل سے آغاز کرنا چاہیے۔ جو سیکھنے پر آمادہ نہیں اُس نے درست آغاز نہیں کیا۔ ہمیں سب قوموں کو شاگرد بنانا ہے، مگر جو “سیکھنے پر تیار نہیں وہ شاگرد نہیں ہوا۔” مجھے سکھا۔

مگر یہ تعلیم ہمیں خُدا ہی سے ملنی چاہیے۔ “مجھے سکھا، اے خُداوند! میں قانع نہیں کہ تیرا کلام دوسرے ہاتھ سے پا لوں۔ تُو ہی میرا اُستاد ہو۔ مجھے سکھا، اے خُداوند! میں کبھی نہ سیکھوں گا جب تک کہ تُو نہ سکھائے۔ تُو جس نے مجھے بنایا، تُو جس نے مجھے نیا دل دیا، تُو ہی وہ شریعت میرے دل پر لکھ سکتا ہے، ورنہ وہ کبھی نہ لکھی جائے گی۔ مجھے سکھا، اے خُداوند! مجھے اپنے اُتین کی راہ سکھا۔ مجھے عملی دینداری سکھا۔ مجھے ایسا سکھا کہ میں سیکھوں اور عمل میں لاؤں، اور اگر تُو “مجھے سکھائے تو میں اُسے آخر تک مانوں گا؛ ورنہ ہرگز نہیں۔”

آیت 34۔ مجھے فہم بخش، اور میں تیری شریعت کو مانوں گا؛ بلکہ اپنے پورے دل سے اُس پر عمل کروں گا۔  
فہم کی کمی ایک بڑی کمی ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ وہ لوگ ظاہری دینداری سے پھر جاتے ہیں جو کبھی اُن کے خیالات اور عقل پر غالب نہ آئی ہو۔ اگر وہ صرف ایک عقیدہ کے پابند ہیں جسے انہوں نے کبھی سمجھا نہیں، اور ایک زندگی گزار رہے ہیں جو محض ایک کھوکھلا خول ہے، اور اُس کے باطنی اصولوں سے ناواقف ہیں، تو وہ جلد ہی راہ چھوڑ دیں گے۔ “مجھے فہم بخش، اور میں تیری شریعت کو مانوں گا۔”

آیت 35۔ مجھے اپنے احکام کی راہ پر چلا، کیونکہ میں اُسی میں خوشی پاتا ہوں۔  
مجھے صرف راستہ نہ دکھا، بلکہ اُس میں چلنے کے قابل بھی بنا۔ جیسے ماں اپنے ننھے بچے کا ہاتھ پکڑ کر اُسے چلنا سکھاتی ہے اور چلنے میں مدد دیتی ہے، ویسے ہی تو مجھے چلا۔ “یہ ایک نرم مگر نہایت پُراثر دُعا ہے۔” “مجھے چلا، کیونکہ میں اُسی میں خوشی پاتا ہوں۔” جب کوئی شخص خُدا کی راہ میں خوش رہتا ہے، تو ضرور ہے کہ وہ اُسی راہ پر چلایا جائے۔

—آیت 36۔ میرا دل اپنی شہادتوں کی طرف مائل کر  
اُسے اُس طرف جھکا، اُسی طرف موڑ۔

آیت 36 (دوسرا حصہ) —اور لالچ کی طرف نہیں۔  
کیونکہ فطرتاً میرا دل دنیا کی طرف جاتے گا، اُس کی دولت اور خزانے سے چمٹ جائے گا، اور لالچ میں پڑ جائے گا؛ پر خُداوند، اُسے دوسری طرف موڑ۔ اگر تو خُدا کی شہادتوں سے محبت نہ کرے، تو تیرا رجحان لازماً دنیا سے محبت کرنے کا ہو گا۔ “میرا دل اپنی شہادتوں کی طرف مائل کر، اور لالچ کی طرف نہیں۔”

آیت 37۔ میری آنکھوں کو بطلالت دیکھنے سے پھیر دے؛  
یا، “میری آنکھوں کو بطلالت دیکھنے سے گزر جانے دے۔” میں دوڑ میں دوڑنے والا ہوں۔ مجھے کسی چیز کو دیکھنے کے لیے نہ ٹھہرا، بلکہ میری آنکھیں بطلالت سے گزر جائیں۔ میں اُس کہانی کی عورت کی مانند نہ بنوں جو دوڑ میں سنہری سیب چننے کو رُک گئی، اور یوں ہار گئی اور دھوکہ کھا بیٹھی۔ اگر دنیا کے سنہری سیب میرے راستے میں پھینکے جائیں، تو میری آنکھوں کو بطلالت دیکھنے سے گزر جانے دے۔

آیت 37 (دوسرا حصہ) اور مجھے اپنی راہ میں چلا دے۔  
تیری طرف زیادہ زندگی مجھے دنیا کے لیے مُردہ کر دے گی۔ جتنا میں خُدا کے پیچھے چلوں گا، اتنا ہی کم دنیا کے پیچھے چلنے کی خواہش کروں گا۔

—آیت 38۔ اپنے کلام کو اپنے بندہ کے لیے قائم کر  
اُسے مضبوط، پختہ اور یقینی بنا۔

آیت 38 (دوسرا حصہ) —جو تیرے خوف کے لیے وقف ہے۔  
میں تجھ میں قائم ہوں۔ اپنے کلام کو مجھ پر قائم کر۔ تو نے مجھے اپنی قربانگاہ سے مضبوطی سے باندھ دیا ہے۔ ہائے! مجھے داؤد کی مستحکم برکات اور یقینی رحمتیں عطا کر۔

آیت 39۔ میری ملامت کو، جس سے میں ڈرتا ہوں، دُور کر؛ کیونکہ تیرے احکام نیک ہیں۔  
میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں تجھ پر اور پھر اپنے اوپر ملامت نہ لاؤں۔ ہائے! مجھے ایسا کرنے نہ دے۔ میں دنیا کی ملامت سے  
نہیں ڈرتا۔ میں مسیح کی ملامت کو مصر کے سب خزانے سے بڑھ کر دولت سمجھتا ہوں۔ لیکن ہائے! انہیں کبھی موقع نہ دے کہ  
وہ مجھ پر گناہ کا الزام دھریں، اور نہ میں ایسے مالی تنگی یا کسی اور مصیبت میں گر جاؤں کہ لوگ اُن سے میرے خلاف الزام  
تراشی کر سکیں۔ میری مدد کر کہ میں سب آدمیوں کے سامنے دیانتداری سے کام لوں۔ ”میری ملامت کو، جس سے میں ڈرتا  
ہوں، دُور کر؛ کیونکہ تیرے احکام نیک ہیں۔“

آیت 40۔ دیکھا! میں نے تیرے قوانین کی آرزو کی ہے؛ اپنی صداقت میں مجھے چلا دے۔